ولی اقرب کی غیبت میں ولی ابعد کے نکاح پڑھانے کا حکم

تجویز الرد عن تزویج الابعد

۱۳۱۵ھ

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

تجویز الرد عن تزویج الابعد

۱۳۱۵ھ

(ولی اقرب کی غَیبت میں ولی ابعد کے نکاح پڑھانے کا حکم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۳۳۸ تا ۳۴۲: از پیلی بھیت محلہ منیر خاں مرسلہ حضرت مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ رجب ۱۳۱۵ھ

سوال اوّل

ولی ابعد، ولی اقرب کی غَیبت میں اگر نکاح کردے تو ولی اقرب درصورت خلاف مرضی اُس کے فسخ کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

ہاں جبکہ غیبت منقطعہ نہ ہو،

فی الدر المختار فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ[1] واللہ تعالٰی اعلم

درمختار میں ہے اگر بعید ولی نے قریب ولی کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو قریب کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

---

[1] درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۹۴

سوال دوم

غیبت کی تفاسیر میں سے کہ مدّتِ قصر یا دشواری استطلاع رائے یا اس بلد میں قافلہ سال بھر میں ایک مرتبہ جاتا ہو، میں کون سی تفسیر معتمد علیہ ہے؟

الجواب

اول پر بھی فتوٰی دیا گیا اور ثالث اختیار امام قدوری ہے، اور کتاب التجنیس والمزید میں یک ماہہ راہ کو اختیار اکثر مشائخ واعدل الاقاویل فرمایا کما فی مجمع الانہر[1] (جیسا کہ مجمع الانہر میں ہے۔ ت) اور امام سغدی نے مفقود الخبری اختیار فرمائی، امام محمد سے ایک روایت بیس ایک پچیس[25] منزل کی آئی کما فی جامع الرموز[2] (جیسا کہ جامع الرموز میں ہے۔ ت) تو یہ سات قول ہیں جن میں اقوی واوثق ومذیل باٰکد الفاظ فتیا صرف اول ودوم ہیں مگر اصح التصحیحین وارجح الترجیحین وماخوذ ومعتمد علیہ یہی ہے کہ جب اس کی رائے لینے تک کفو حاضر انتظار نہ کرے اور اس پر انتظار رکھنے میں یہ موقع ہاتھ سے جاتا ہے تو غیبت غیبتِ منقطعہ ہے یہاں تک کہ اگر ولی اقرب شہر ہی میں رُوپوش ہو اور پتا نامعلوم یا رسائی نہیں اور انتظار باعثِ فوتِ کفو ہو تو غیبت منقطعہ سمجھی جائے گی اور ولی بعید کو جو مراتب ولایت میں اُس اقرب کے متصل ہے ولایت ہاتھ آئے گی اور اگر اقرب ہزار کوس دُور ہے اور کفو حاضر نہیں یا انتظار پر راضی تو یہ غیبتِ منقطعہ نہیں، ولی بعید نکاح کرے گا تو نافذ نہ ہوگا بلکہ اجازتِ اقرب پر موقوف رہے گا،

فی تنویر الابصار للولی الابعد التزویج بغیبۃ الاقرب مسافۃ القصر[3] اھ فی ردالمحتار نسبہ فی الھدایۃ لبعض المتاخرین والزیلعی لاکثرھم قال وعلیہ الفتوٰی[4] اھ **قلت** وکذا قال علیہ الفتوٰی فی الولوالجیۃ

تنویر الابصار میں ہے ولی اقرب سفر کی مسافت پر غائب ہو تو ولی ابعد کو نکاح کر دینا جائز ہے اھ ردالمحتار میں ہے کہ ہدایہ میں اس کو بعض متاخرین کی طرف منسوب کیا ہے اور زیلعی میں اس کو اکثر کی طرف منسوب کیا اور کہا کہ اس پر فتوٰی ہے اھ **قلت** (میں کہتا ہوں) یوں ہی ولوالجیہ میں کہا کہ اس پر

---

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب الاولیاء والاکفاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۳۹

[2] جامع الرموز باب الولی والکفو مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/۴۶۹

[3] درمختار شرح تنویر الابصار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۹۴

[4] ردالمحتار " دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۱۵

کمافی مجمع الانہر قال القھستانی فی
جامع الرموز ھو الصحیح و بہ یفتی اھ[1]
فی الدر واختار فی الملتقی مالم ینتظر
الکفؤ الخاطب جوابہ واعتمدہ
الباقانی ونقل ابن الکمال ان
علیہ الفتوی وثمرۃ الخلاف فی من
اختفی فی المدینۃ ھل تکون غیبۃ
منقطعۃ[2] اھ قال الشامی قال فی الذخیرۃ
الاصح انہ اذا کان فی موضع لوانتظر
حضورہ اواستطلاع رأیہ فات الکفؤ
الذی حضر فالغیبۃ منقطعۃ و
الیہ اشار فی الکتاب اھ وفی البحر
عن المجتبٰی والمبسوط انہ
الاصح وفی النھایۃ واختارہ اکثر
المشائخ وصححہ ابن الفضل
وفی الھدایۃ انہ اقرب الی الفقہ
وفی الفتح انہ الاشبہ بالفقہ وانہ
لاتعارض بین اکثر المتاخرین
واکثر المشائخ ای لان المراد من المشائخ
المتقدمون وفی شرح الملتقی عن الحقائق انہ
اصح الاقاویل وعلیہ الفتوی اھ وعلیہ مشی فی
الاختیار والنقایۃ ویشیر کلام النھر

فتوٰی ہے جیسا کہ مجمع الانہر میں ہے کہ قہستانی نے
جامع الرموز میں کہا، یہی صحیح ہے اور اسی پر فتوٰی ہے اھ۔
دُر میں ہے، اور اس کو ملتقٰی میں پسندیدہ قرار دیا جب
منگنی کرنے والا کفو کے جواب کا انتظار نہ کرے، اور
باقانی نے اس کو معتمد قرار دیا، اور ابن کمال نے اس
پر فتوٰی کو نقل کیا اور ثمرہ اختلاف اس شخص کے متعلق
ظاہر ہوگا جو شہر میں چُھپ گیا ہو تو کیا اس صورت میں
غیبت منقطعہ ہوگی اھ، شامی نے کہا کہ ذخیرہ میں
کہا ہے کہ اصح یہ ہے کہ اگر ایسی صورت ہو کہ حاضر
کفو، اس کی انتظار اور اس کی رائے معلوم کرنے
تک، ضائع اور فوت ہوجانے کا خطرہ ہو تو یہ غیبۃ
منقطعہ ہوگی، اور کتاب میں اسی صورت کی طرف
اشارہ ہے اھ۔ بحر میں مجتبٰی اور مبسوط سے منقول ہے
کہ یہی اصح ہے، اور نہایہ میں ہے کہ اس کو اکثر
مشائخ نے اختیار کیا ہے اور ابن فضل نے اس کی
تصحیح کی ہے، اور ہدایہ میں ہے کہ یہ اقرب فقہ ہے؛
اور فتح میں کہا کہ یہ فقہ کے اشبہ ہے اور یہ کہ اکثر
متاخرین اور اکثر مشائخ میں کوئی تعارض نہیں ہے"
یعنی اکثر مشائخ سے مراد متقدمین ہیں، اور شرح ملتقٰی
میں حقائق سے منقول ہے کہ اقوال میں سے یہی اصح
ہے اور اسی پر فتوٰی ہے اھ، اور اختیار اور نقایہ
میں اسی پر رجحان ہے، اور نہر کی کلام میں اس کے

---

[1] جامع الرموز باب الولی والکفاءۃ مکتبۃ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/۴۶۹
[2] درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۹۴

الی اختیارہ وفی البحر والاحسن الافتاء بما علیہ اکثر المشائخ[1] اھ کلام الشامی، **قلت**[2] والزیلعی مع قولہ للاول علیہ الفتوی ذکر تصحیح الثانی عن شمس الائمۃ السرخسی ومحمد بن الفضل ثم قال وھذا احسن[2] اھ وقال فی جواھر الاخلاطی وعلیہ الفتوی[3] کما فی الھندیۃ ورأیتنی کتبت ھھنا علی ھامش ردالمحتار علی قول البحر الاحسن الافتاء الخ مانصہ **قلت** لاسیما فی ھذا الزمان فان العجلۃ الدخانیۃ قد ردت مسافۃ القصر الی اکثر من مسافۃ ساعتین فکیف یبنی الامر علیھا بل وجب التعویل علی ما افتی بہ اکثر المشائخ رحمھم اللہ تعالٰی[4] اھ ماکتبت **اقول** وشیئ اٰخر وھو ان القول الثانی بنی الامر علی الحاجۃ والتضرر ولاشک ان الولایۃ انما ھی للنظر ودفع الضرر فکان من الفقہ اثبات الولایۃ للذی یلی الاقرب عند کونہ بحیث لووقف الامر علی رائہ لتضررت بہ القاصرۃ وعدمہ

مختار ہونے کا اشارہ ہے، اور بحر میں کہا کہ جس پر اکثر مشائخ ہوں اس پر فتوٰی بہتر ہے، شامی کا کلام ختم ہُوا، **قلت** (میں کہتا ہوں) زیلعی نے پہلے قول پر فتوٰی کہا اس کے باوجود انھوں نے شمس الائمہ سرخسی اور محمد بن فضل کی دوسرے قول پر تصحیح نقل کی، پھر کہا یہ احسن ہے اھ، اور جواہر اخلاطی میں کہا کہ اس پر فتوٰی ہے جیسا کہ ہندیہ میں ہے۔ مجھے یہاں پر ردالمحتار پر اپنا حاشیہ یاد ہے جب انھوں نے بحر کے قول کہ "اس پر فتوٰی ہے" الخ کو بیان کیا حاشیہ کی عبارت یہ ہے: میں کہتا ہُوں کہ خصوصًا اس زمانہ میں جبکہ ریل گاڑی نے سفر کی مسافت کو ایک دو گھنٹہ کی مسافت میں تبدیل کردیا ہے تو مسافت کو بنیاد بنانا کیسے درست ہوگا بلکہ اکثر مشائخ کے فتوٰی پر اعتماد ضروری ہے۔ میرا حاشیہ ختم ہوا۔ **اقول** ایک اور چیز ہے وہ یہ کہ دُوسرے قول کی بنیاد حاجت اور نقصان پر ہے اور اس میں شک نہیں کہ ولایت کا اثبات شفقت اور دفع ضرر پر مبنی ہے، تو فقہ یہ ہوگی کہ اقرب ولی کے بعد والے کو ولایت تب ہی ہوسکتی ہے جب ولی اقرب ایسے مقام پر ہو کہ اگر اس کی رائے اور اجازت حاصل کی جائے تو نابالغہ کو نقصان ہو اور اگر نقصان

---

[1] ردالمحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۱۵

[2] تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق باب الاولیاء والاکفاء مکتبہ کبرٰی امیریہ بولاق مصر ۲/۱۲۷

[3] فتاوٰی ہندیہ الباب الرابع فی الاولیاء نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۸۵

[4] جدالممتار باب الولی قول ۶۱۴ المجمع الاسلامی مبارکپور، بھارت ۲/۳۸۴

عند عدمه کما اذا کانت صغیرة جدا ولا
کفؤ یستعجل ولا حرج فی الانتظار
ففیم یفتات علی الاب الشفیق
ویوکل الامر الی بعید سحیق
وربما لایؤمن ان یترك النظر
لها لمصلحة نفسه او لجلب
حطام فظهر ان فی القول الاول
سلب الولایة حیث یحتاج الیها
کالمختفی فی البلد واثباتها حیث
لاحاجة الیها کما فی هذه
الصورة هذا ورأیتنی کتبت علی
قول الدر وثمرة الخلاف
الخ مانصه **اقول** وحیث المدار
عند اهل القول الثانی علی
فوات الکفؤ فکما لم یعتبر مسافة
القصر شرطا للانتقال (ف)
کذلك لانظر الیها عند عدم
الفوات والاستعجال فلو وجدت
ولم یفت الکفؤ بانتظاره او استطلاع
رأیه لم یجز تزویج الابعد علی
الثانی خلافا للاول فالثمرة
غیر محصورة فیما قال
هذا ما ظهر لی

نہ ہو تو پھر بعد والے کو ولایت نہیں ہوگی، مثلاً ایک
چھوٹی بچی ہو جس کے لئے کفو کی کوئی عجلت نہیں اور
نہ ہی اس کے نکاح کے لئے ولی اقرب کے انتظار میں
کوئی حرج ہے تو پھر کیونکر ولی اقرب شفیق باپ کی ولایت
کو ختم کرکے دوسرے بعید غیر شفیق کو ولایت سونپی جائے
جبکہ یہ ممکن ہے کہ وہ بعید اپنے ذاتی فائدہ اور اپنی مصلحت
کی خاطر بچی کے فائدہ کو نظر انداز کردے، تو ظاہر ہوا کہ
پہلے قول میں اقرب کی ولایت کے سلب ہونے کی بات
وہاں ہوگی جہاں حاجت اور ضرورت ہوگی جیسا کہ
کوئی شہر میں گم ہوجائے اور حاجت پیدا ہوجائے، اور
جہاں حاجت نہیں وہاں ولایت ثابت رہے گی،
جیسا کہ مذکورہ صورت ہے مجھے دُر کے قول "وثمرۃ
الخلاف" پر اپنا حاشیہ یاد ہے جس کی عبارت یہ ہے
اقول (میں کہتا ہوں) جب دوسرے قول والوں
کے ہاں مدار کفو کا فوت ہونا ہے اس بنیاد پر ولایت
کے منتقل ہونے کے لئے جیسے مسافتِ سفر (قصر)
شرط نہیں ہے ایسے ہی یہ مسافت سفر، کفو فوت ہونے
کے باوجود عجلت کے لئے بھی پیشِ نظر نہیں ہے، تو
مسافتِ سفر ہونے کے باوجود اقرب کی انتظار اور
اس کی رائے حاصل کرنے میں کفو فوت نہ ہو تو ولی ابعد
کا نکاح کرنا درست نہ ہوگا۔ یہ دوسرے قول کا
ماحصل ہے جبکہ پہلا قول اس کے خلاف ہے، تو
ثمرۃ اختلاف، ان کے بیان میں محصور نہ رہا، یہ ہے

ف: جدالممتار میں خط کشیدہ عبارت یوں ہے: لاتعتبر علة تامة له بل ان وجدت المسافة الخ۔ نذیر احمد

فلیحرر[1] اھ وھو کما تری ظاھر محرر لما علمت ولما مر من عبارات الملتقی و الذخیرۃ وغیرھما فان مفاھیم الخلاف معتبرۃ فی عبارات العلماء بالوفاق کما نصوا علیہ بالاطباق ثم رأیت فی مجمع الانھر فلو انتظرہ الخاطب لم ینکحہ الابعد[2] فھذا عین ما فھمت وللہ الحمد، واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

جو مجھے ظاہر ہوا تو تحقیق چاہئے اھ تو یہ بیان ظاہر ہے جیسا کہ آپ معلوم کرچکے ہیں اور ملتقٰی، ذخیرہ وغیرہما کی عبارات سے گزرا، کیونکہ بالاتفاق علماء کی عبارات میں مفہوم مخالف معتبر ہے، جیسا کہ اس پر سب کی نص موجود ہے۔ اس کے بعد میں نے مجمع الانہر میں دیکھا کہ اگر منگنی والا انتظار کرے تو ولی ابعد نکاح نہ دے، یہی میرا موقف ہے وللہ الحمد، واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم (ت)

سوال سوم

یہ جو فقہاء لکھتے ہیں کہ ولی ابعد غیبت میں اقرب کے نکاح کراسکتا ہے، یہاں ولی ابعد سے کیا مراد ہے عصبہ یا مطلق وارث، گو ذوی الارحام میں سے ہو۔ اگر مراد عصبہ ہے تو حدیث عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے جو موطائے امام محمد کے باب الرجل یجعل امر امرأتہ بیدہا میں مخرج ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے اپنی بھتیجی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی بیٹی کا نکاح عبداللہ بن زبیر سے کرادیا باوجودیکہ عبدالرحمٰن شام میں تھے، کیا جواب ہے کہ عمہ ذوی الارحام سے ہے۔

الجواب

ابعد میں افعل التفضیل اپنے باب پر نہیں بلکہ اس سے ہر ولی بعید مراد ہے مگر نہ مطلقاً بلکہ وہی جو اس ولی اقرب کے متصل ہو یعنی باقی تمام اولیاء میں کوئی اس سے اقرب نہ ہو سب اس سے نیچے ہوں یا برابر، مثلاً باپ غائب اور جد و برادران و عم موجود ہیں تو ولایت جد کے لئے ہے، نہ برادران و عم کے واسطے اور جد نہ ہو تو سب برادران ہمسر کو، نہ عم کو۔

فی ردالمحتار المراد بالابعد من یلی الغائب فی القرب کما عبر بہ فی کافی الحاکم وعلیہ فلو کان الغائب اباھا ولھا جد وعم فالولایۃ

ردالمحتار میں ہے کہ ابعد سے مراد ولی اقرب کے بعد دوسرے مرتبے والا ہے جیسا کہ اس کی تعبیر امام حاکم کی کافی میں ہے، اس بنا پر اگر والد غائب کے بعد لڑکی کا دادا اور چچا دونوں موجود ہوں تو ولایت دادا کو

---

[1] جد الممتار باب الولی قول ۶۱۶ المجمع الاسلامی مبارکپور بھارت ۲/۳۸۴

[2] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر فصل فی الاولیاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۳۹

للجد لا للعم[1] | ہوگی، چچا کو نہ ہوگی۔ (ت)

اورجبکہ ذوی الارحام بلکہ مولی الموالاۃ بھی ہمارے نزدیک سلسلۂ اولیاء میں داخل تو من یلی الغائب فی القرب (جو قرب میں بعد والے مرتبہ پر ہو۔ ت) اُنھیں بھی شامل، مثلاً ولد الام ولی اقرب غائب ہے تو اس کے من یلی فی القرب یہی ذوی الارحام ہیں اور ذوی الارحام اقرب الاولیاء الموجودین ہوں تو اُن کی غیبت میں مولی الموالاۃ من یلی ہے کما ھو قضیۃ الترتیب وھو ظاھر جدا (جیسا کہ ترتیب کا تقاضا ہے، یہ بالکل ظاہر ہے۔ ت) درمختار میں ہے:

ثم لولد الام ثم لذوی الارحام ثم مولی الموالاۃ ثم للسلطان[2] الخ۔ | پھر والدہ کے بیٹے اور پھر ذوی الارحام کو پھر معاہدہ والے کو پھر سلطان کو حقِ ولایت ہے الخ (ت)

اور ردالمحتار میں اختیار سے ہے:

ولا تنتقل الی السلطان لان السلطان ولی من لا ولی لہ وھذہ لھا اولیاء[3]۔ | سلطان کو ولایت منتقل نہ ہوگی کیونکہ سلطان اس وقت ولی بنتا ہے جب دوسرا کوئی ولی نہ ہو جبکہ اس کے یہ اولیاء موجود ہیں۔ (ت)

جب ہمارے نزدیک ذوی الارحام و مولی الموالاۃ بھی سلطان پر مقدم تو بحکم ھذہ لھا اولیاء (یہ اس کے اولیاء ہیں۔ ت) یہاں بھی لا تنتقل الی السلطان (سلطان یعنی حکم کو منتقل نہ ہوگی۔ ت) کا حکم محکم مگر صرف اس قدر کہ ذوی الارحام بھی بحالتِ غیبتِ اقرب ولایت پاتے ہیں، حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے رفع شبہۂ مذکورہ نہ کرے گا، اور پر معلوم ہو چکا کہ مطلقاً ہر بعید ولی نہیں ہوجاتا بلکہ وہی جو اس اقرب کے بعد سب سے اقرب ہے، پدر و عمّہ کے درمیان تمام عصبات و تمام اصحاب فروض و بعض ذوی الارحام بکثرت اولیاء ہیں، حضرت حفصہ بنت عبدالرحمن بن الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہم کے لئے بحالتِ غیبتِ پدر اُن میں کسی کا اصلاً موجود نہ ہونا یہاں تک کہ ولایت حضرت عمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے لئے ثابت ہو بہت مستبعد ہے، بلکہ جواب یہ ہے کہ واقعہ عین لا عموم لھا (یہ خاص واقعہ ہے اس میں عموم نہیں ہے۔ ت) وقائع عین ہر گونہ احتمال کے محل ہوتے ہیں، ممکن کہ حضرت حفصہ

---

[1] ردالمحتار | باب الولی | دار احیاء التراث بیروت | ۲/۳۱۵
[2] درمختار | " | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/۱۹۳
[3] ردالمحتار | " | دار احیاء التراث العربی بیروت | ۲/۳۱۵

وقتِ نکاح بالغہ ہوں توان پر ولایت مجبرہ کسی کو نہیں۔ ممکن کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا نے حضرت منذر بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما کو تزویج کے لئے تجویز وپسند فرمایا اور اقرب الاولیاء الحاضرین کو اُن سے نکاح کر دینے کا حکم کیا اور انھوں نے حسبِ حکم والا نکاح کر دیا ہو تو نکاح ہُوا تو ولی مستحق ہی کی ولایت سے، مگر حضرت کے حکم حضرت کی رائے حضرت کی تجویز سے ہونے کے باعث حضرت کی طرف منسوب ہُوا ایسی نسبتیں شائع وذائع ہیں جیسے:

فتح الامیر الحصن وقطع السلطان اللص وغسل علی فاطمۃ رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

امیر نے قلعہ فتح کیا، سلطان نے چور کا ہاتھ کاٹا، علی نے فاطمہ کو غسل دیا رضی اللہ تعالٰی عنہما (ت)

جب منذر بن زبیر نے حضرت عبدالرحمٰن کی ناراضی پا کر اُنھیں اختیار دیا کہ وُہ چاہیں تو تفریق کر دیں حضرت عبدالرحمٰن نے اس پر اپنی خواہر مطہرہ سے عرض کی ماکنت لاردامراقضیتہ[1] مجھے نہیں پہنچتا کہ اس بات کو رَد کروں جس کا آپ نے حکم فرمایا، اور اگر انھا زوجت حفصۃ کے معنٰے یہی رکھے جائیں کہ ام المومنین نے بنفسِ نفیس تزویج فرمائی تو ممکن کہ ولی مستحق سے ذکر فرما کر اجازت لے لی ہو، اب یہ صورت توکیل کی ہوجائیگی بہرحال کوئی مقام شُبہہ واشکال نہیں، یہ وہ وجوہ ہیں کہ خاطرِ فقیر میں آئیں، اور امام مالک رحمہ اللہ تعالٰی نے ام المومنین کے خصائص سے شمار فرمایا کہ بوجہ اس قرب کے جو حضرت قدسی منزلت کو حضور پُر نور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے تھا، اُن کی یہ تزویج جائز رہی، زرقانی علی موطا للامام مالک میں ہے:

قال مالک فی الموازیۃ انما کان ذلک لمثل عائشۃ لمکانہا من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[2] الخ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

امام مالک نے موازیہ میں فرمایا: یہ صرف حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو حق تھا کیونکہ ان کو رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے خاص تعلق تھا الخ۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

سوال چہارم

اُس مسئلہ میں اگر ولی ابعد نے غیر برادری میں نکاح کر دیا تو کیا حکم ہوگا؟

الجواب

ولی اقرب کہ غائب ہے پدر یا جد صحیح ہے ہر ایک غیر معروف لسوءِ اختیار یا معروف کہ اس سے

---

[1] موطا الامام مالک کتاب الطلاق مالایبین من التملیک میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۵۱۳

[2] شرح الزرقانی علی موطا الامام مالک کتاب الطلاق مکتبہ تجاریہ کبرٰی مصر ۳/ ۱۷۲

پہلے اپنی ولایت سے کسی بچے کا نکاح غیر کفو سے یا مہر مثل میں غبن فاحش کے ساتھ کرچکا ہو یا اُن دونوں کا غیر، اور جبکہ غائب پدر ہو تو ولی ابعد جد معروف بسوئے اختیار یا غیر معروف یا کوئی اور، یہ نَو صورتیں ہوئیں اور ہر تقدیر پر غیبت منقطعہ ہے یا غیر۔ وہ غیر برادری خواہ برادری والا کفو ہے یا غیر یعنی نسب یا مذہب یا حرفت یا روش یا مال غرض کسی بات میں اس سے ایسی کمی رکھتا ہے کہ اس سے نکاح اس کے اولیاء کے لئے باعث ننگ وعار ہے، نکاح مہر مثل میں غبن فاحش کے ساتھ ہُوا مثلاً دختر کا مہر مثل ہزار تھا پانسو باندھے یا زوجہ پسر کا پانسو تھا ہزار باندھے یا غیر۔ یہ جملہ بہتّر صورتیں ہوئیں، ان کے حکم کا ضابطہ بتوفیق اللہ تعالٰی یہ ہے کہ اگر **غیبت غیر منقطعہ** تھی اور ولی غائب پدر یا جد غیر معروفین بسوئے اختیار ہیں تو یہ نکاح مطلقاً ان کی اجازت پر موقوف ہے اگرچہ غیر کفو وغبن فاحش سے ہو، اور اگر غائب مذکور معروف بسوء اختیار تو نکاح مطلقاً باطل محض، اگرچہ غیبت پدر میں جد صحیح غیر معروف بسوئے اختیار نے کیا ہو۔

والوجه فی ذٰلك ان الغيبة اذا لم يكن منقطعة لاتكون الولاية لغيره كما قدمنا فی مسئلة الاولٰی والاب والجد لهما التزويج بغير الكفو وبالغبن الفاحش اذا لم يعرفا بسوء الاختيار لا اذا عرفا به كما فی الدر المختار[1] وغيره من الاسفار وقد قال فيه وفی متنه تنوير الابصار فی فصل الفضولی كل تصرف صدر منه كتزويج وله مجيز ای من يقدر علٰی اجازته حال وقوعه انعقد موقوفا ومالا مجيز له حالة العقد لاينعقد[2] فاذا لم يعرفا به

اس میں وجہ یہ ہے کہ جب تک غیبت منقطعہ نہ ہو تو غیر کو ولایت حاصل نہیں ہوتی جیسا کہ پہلے مسئلہ میں ہم نے ذکر کیا ہے، اور باپ اور دادا کو اس وقت غیر کفو اور گراں مہر یا انتہائی کم مہر کے ساتھ نکاح کی اجازت ہے جب وہ سوء اختیار میں معروف نہ ہوں، اس میں معروف ہونے کی صورت میں جائز نہیں جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے جبکہ درمختار اور اس کے متن تنویر الابصار میں فضولی کی بحث میں مذکور ہے کہ تمام وہ تصرفات جن کے صادر ہونے پر وہ کسی کی اجازت پر موقوف ہوں تو اجازت دینے والے کی موجودگی میں وہ تصرفات موقوف قرار پائیں گے اور اگر ایسے تصرفات کی اجازت دینے والا موجود نہ ہو تو پھر یہ تصرفات منعقد ہی نہ ہوں گے اھ، تو جب

---

[1] درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۹۲

[2] درمختار شرح تنویر الابصار فصل فی الفضولی 〃 〃 〃 ۲/۳۱

فهذا عقد وقع وله من يملك تنفيذه فوقف وان عرفا فلا فلا[عـه] توقف بتزويج جد لم يعرف به بغيبة اب معروف به وان كان الجد يملكه اذا لم يعرف به فان هذا انما هو حين قيام ولايته وهو عند غيبة للاب غيبة غير منقطعة لايلى اصلا ولو من كفؤ فضلا عن غيره۔

باپ دادا سوءِ اختیار سے معروف نہ ہوں تو یہ عقد درست ہوکر اجازت پر موقوف رہے گا کیونکہ اس عقد کو جائز کرنے والا خود موجود ہے، اور اگر سوءِ اختیار میں معروف ہوں تو منعقد نہ ہوگا اور نہ موقوف ہوگا، تو اس صورت میں سوءِ اختیار میں غیر معروف دادا اگر اس باپ کی غیبت غیر منقطعہ میں جو سوءِ اختیار میں معروف ہو نکاح کرے تو یہ نکاح موقوف نہ رہے گا اگرچہ دادا غیر معروف بسوءِ اختیار خود نکاح دینے کا مالک ہوتا ہے مگر یہاں اس لئے نہیں کہ باپ غیبۃ منقطعہ میں غائب نہیں بلکہ وُہ غیر منقطعہ غیبۃ میں غائب ہے تو ایسی صورت میں دادے کو ولایت منتقل نہیں ہوتی اگرچہ دادا کفوٌ میں بھی کرے چہ جائیکہ غیر کفوٌ میں کرے۔ (ت)

اور اگر ولی غائب غیر اب وجد ہے تو کفو سے بے غبن فاحش اجازت غائب پر موقوف لقیام ولایته بعدم الانقطاع (عدمِ انقطاع کی بناء پر ولایت باقی رہنے کی وجہ سے۔ ت) اور غیر کفو یا غبن فاحش سے مطلقاً باطل لعدم المجیز (جائز کرنے والا نہ ہونے کی وجہ سے مطلقاً باطل ہے۔ ت) اگرچہ اس ولی غائب بغیبت غیر منقطعہ کے سوا صغیر وصغیرہ کا باپ یا دادا غیر معروف بسوئے اختیار غائب بغیبت منقطعہ زندہ موجود ہو کہ غیبت منقطعہ مثل موت ہے،

بناء علی ما صحح فی البدائع انها تنقل الولایة عن الاقرب الی من یلیه فی القرب حتی لو زوجها حیث هو لم یجز والیه یمیل کلام المبسوط والهدایة والفتح بل هما مصرحان

بدائع میں مذکورہ تصحیح کی بنا پر کہ ولایت اقرب سے منتقل ہوکر اس کے بعد والے قریبی کو حاصل ہوگی، حتی کہ اگر اقرب نے جہاں پر وُہ ہے وہاں نکاح کردیا ہو تو نافذ نہ ہوگا، اسی کی طرف مبسوط، ہدایہ اور فتح کا کلام مائل ہے، بلکہ آخری دونوں نے اس کی تصریح

عـه ای ان عرفا بسوء الاختیار فلا مجیز فلا توقف بل یبطل ثم فرع علیه فقال فلا توقف بتزویج جد الخ ۱۲ منه۔ (م)

یعنی اگر وہ معروف بسوءِ اختیار ہیں تو یہ نکاح موقوف نہیں بلکہ باطل ہوگا، پھر اس پر تفریعاً کہا فلا توقف بتزویج جد الخ ۱۲ منہ (ت)

به وسیأتی بعض نصوصهما فی جواب الخامس وقواه الزیلعی روایة ودرایة و علیه فرع فی محیط السرخسی و ذکر الشامی انه الذی فی اکثر الکتب وقد قال فی الهدایة والبحر ففوضناه الی الابعد کما اذامات الاقرب[1] اه اما علی ما استظهر فی الخانیة والظهیریة والتنویر والدر و علیه فرع الاسبیجابی فی شرح مختصر الطحاوی وعلیه مشی فی البحر من انها لاتنتفی ولایته وانما تحدث لمن یلیه فیکون کان هنا ولیین مستویین کاخوین او عمین فایهما عقد نفذ فالظاهر فیما ذکرنا التوقف اذا لم یکن الاب او الجد معروفا بسوء الاختیار لانه وقع وهو مجیز فافهم۔

کی ہے اور ان کی بعض نصوص پانچویں سوال کے جواب میں آئیں گی اور اسی کو زیلعی نے قوی قرار دیا درایۃً و روایۃً، اور اسی پر محیط سرخسی میں تفریع قائم کی اور شامی نے کہا کہ یہی اکثر کتب میں ہے جبکہ ہدایہ اور بحر میں کہا کہ ہم یہ ولایت ہمیشہ کے لئے دوسرے مرتبہ والے کو سونپ دیں گے جیسا کہ اقرب کے فوت ہوجانے پر ہوتا ہے اھ لیکن خانیہ، ظہیریہ، تنویر اور دُر نے جس کو ظاہر قرار دیا اور شرح مختصر الطحاوی میں اسبیجابی نے جس پر تفریع قائم کی ہے اور بحر نے اسی کو اپنایا، وہ یہ ہے کہ اقرب غائب کی ولایت ختم نہ ہوگی، ہاں قربت میں دوسرے مرتبہ والے کے لئے بھی ولایت ثابت ہوجائے گی، گویا یوں دو مساوی ولی قرار پائیں گے جیسے دو بھائی یا دو چچے برابر ہوں تو دونوں کو ولایتِ نفاذ حاصل ہوتی ہے، جو بھی عقد کرے گا نافذ ہوگا، تو ظاہر وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا کہ باپ یا دادا سوءِ اختیار سے معروف نہ ہوں تو نکاح موقوف رہے گا کیونکہ یہ حضرات نکاح کو جائز کرنیوالے موجود ہیں، غور کرو۔ (ت)

اور اگر **غیبت منقطعہ** تھی تو غیر کفو یا غبن فاحش سے مطلقاً بالکل مگر اُس صورت میں کہ غائب پدر ہو اور مزوج جد صحیح کہ نہ معروف بہ سوئے اختیار ہو نہ اس تزویج کے وقت نشے میں کہ اس تقدیر پر یہ عقد نہ صرف صحیح و نافذ بلکہ لازم ہوگا جو کسی طرح رد نہیں ہوسکتا اور اگر نکاح کفو سے بے غبن فاحش ہے تو مطلقاً تام و نافذ مگر ولی مزوج اگر جد ہے تو لازم بھی ہوگیا ورنہ غیر لازم کہ قاصر و قاصرہ کو اگر پیش از بلوغ نکاح کی خبر ہے تو بلوغ ہوتے ہی ورنہ بعد جب خبر پائیں اختیار ملے گا کہ اُس پر معترض ہو کر قاضی شرع سے نکاح فسخ کرالیں۔

والمسائل ظاهرة وفی کتب المذهب

یہ مسائل واضح اور مذہب کی کتب میں مذکور ہیں جبکہ

---

[1] الهدایة باب الاولیاء والاکفاء مکتبہ عربیہ کراچی ۲/۲۹۹
بحرالرائق " " " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/۱۲۶

دائرۃ وقد قال فی الخیریۃ قد نصوا علی ان غیر الاب والجد اذا زوج الصغیر او الصغیرۃ مع وجود احد ھما ان کان بغیبۃ وبموت الولایۃ لہ بالغیبۃ المجوزۃ لذلک فلھما خیار البلوغ لانہ زوج بالولایۃ[1] **تنبیہ** کتبت ھھنا علی ھامش ردالمحتار مانصہ وانظر ھل اذا عاد الاب او الجد حتی عادت ولایتہ کما نصوا علیہ ھل یکون لہ ایضا الاعتراض قبل بلوغ الصغیرین ام ھو لھما خاصۃ حتی یبلغا والظاھر ھو الاول لانہ لدفع ضرر خفی کما فی الھدایۃ او ضرر غیر متحقق کما فی الفتح فینبغی ثبوتہ لمن لہ النظر وانما النظر لدفع الضرر فلم ذا یؤخر مع امکان الدفع قبل ان یتقرر ثم ان قلنا بحصول ذلک للاب والجد ولم یعارضا حتی بلغ الصغیران فھل یکون ھذا الاعتراض عن الاعتراض مبطلا لخیار الصغیرین کما لو زوج الابوان بانفسھما الظاھر لا لان النکاح اذا وقع لغیبتھما فقد نفذ غیر موقوف علی

خیریہ میں کہا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ باپ اور دادا کی غیر موجودگی میں اگر کسی غیر نے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کردیا تو اگر باپ اور دادا ایسے غائب ہیں جس کی بناپر اس غیر کو ولایت اور اجازت ہوسکتی ہے تو لڑکے اور لڑکی کو خیارِ بلوغ حاصل ہوگا کیونکہ غیر نے یہ نکاح اپنی ولایت سے کیا ہے اھ **تنبیہ** میں نے یہاں ردالمحتار کے حاشیہ پر لکھا ہے جس کی عبارت یُوں ہے کہ غور کرنا ہوگا کہ کیا باپ یا دادا واپس آگئے تو لڑکے یا لڑکی کے بالغ ہونے سے قبل ان کو دوبارہ ولایت لوٹ آئیگی جس کی وجہ سے لڑکے اور لڑکی کے کئے ہُوئے نکاح پر ان کو اعتراض کا حق ہوگا یا اب ان کو اعتراض کا حق نہیں بلکہ لڑکے یا لڑکی کو ہی اپنے بلوغ پر اختیار رہے گا جیسا کہ عام فقہا نے تصریح کی ہے جبکہ ظاہر پہلی صورت ہے کیونکہ کسی مخفی ضرر کی بناء پر جیسا کہ ہدایہ میں ہے یا احتمالِ ضرر کی بنا پر جیسا کہ فتح میں ہے صاحبِ شفقت کو اختیارِ ولایت ثابت ہے جبکہ ولایتِ شفقت دفعِ ضرر کے لئے ہی ہوتی ہے، تو بچوں کے بلوغ کی انتظار تک کیوں مؤخر کی جائے جبکہ ضرر واقع ہوجانے سے قبل اس کے دفاع کا امکان موجود ہے، پھر قابلِ غور یہ ہے کہ جب ہم تسلیم کرلیں کہ باپ دادا کو ولایت دوبارہ مل گئی ہے اب وہ نابالغ کے نکاح پر تعرض نہ کریں حتی کہ وُہ بچے بالغ ہوجائیں تو کیا باپ دادا کا تعرض نہ کرنا بچوں کے خیارِ بلوغ کو ختم کردے گا جیسا کہ خود باپ دادا نے نکاح کیا ہو تو نابالغ کا خیارِ بلوغ باطل ہوتا ہے،

[1] فتاوٰی خیریہ باب الاولیاء دارالمعرفۃ بیروت ۱/۲۵

اجازتھما فلم یجب الیھما ایقاعا ولا انفاذ او اعراضھما عن اعتراضھما لا یوجب ابطال حق الصغیرین کما اذا لم یزاحما ظالما یتصرف فی مالھما فلیتامل ولیحرر[1] ماکتبتہ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

تو ظاہر یہی ہے کہ والدین کے عدم تعرض سے خیارِ بلوغ ختم نہ ہوگا کیونکہ نکاح کے وقت ان کے غائب ہونے کی بنا پر ان کی اجازت پر موقوف نہ تھا تو نکاح کا نفاذ ان کی طرف منسوب نہ رہا، تو اب عدمِ تعرض اور اعتراض نہ کرنے کی وجہ سے بچّوں کو حاصل شدہ اختیار باطل نہ ہوگا جیسا کہ ظالم نے بچّوں کے مال میں تصرف کیا اور باپ دادا نے تعرض نہ کیا ہو۔ اس میں غور چاہئے اور واضح کرنا چاہئے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

سوال پنجم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید سَو کوس سے زائد سفر میں گیا ہے اُس کے مکان پر اُس کی والدہ اور اُس کی دختر زینب نامی اور اس کا پھوپھی زاد بھائی خالد موجود ہیں، زید نے اپنی والدہ کو لکھا کہ زینب کا نکاح بغیر میری اجازت کے نہ کرنا میں خود سفر سے آکر اپنے برادر کے پسر کے ساتھ کروں گا، مگر اس کی والدہ نے بغیر دریافت کئے زید کے اور بغیر دریافت کئے خالد کے جو موجود تھا اپنی رائے سے اپنی پوتی زینب نابالغہ کا نکاح بہت دُور کے عزیزوں میں کر دیا اس صورت میں زید سفر سے آنے کے بعد فسخ نکاح کرا سکتا ہے یا نہیں؟ اور خالد جو بحالتِ عقد اپنے مکان پر موجود تھا اور اس کی رائے کے خلاف نکاح ہوگیا تو آیا یہ بھی زینب نابالغہ کا نکاح فسخ کرا سکتا ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب

خالد تو یہاں کوئی چیز نہیں، نہ اسے کچھ اختیار کہ ابن عمۃ الاب ذوی الارحام سے ہے، اور دادی بالاتفاق اُن پر مقدم،

فی الدر المختار الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والحجب فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام ثم لام الاب الی قولہ ثم ذوی الارحام[2]۔

درمختار میں ہے: نکاح میں ولی، وراثت وحجب کی ترتیب پر عصبات بنفسہٖ ہوتے ہیں، اگر عصبات نہ ہوں تو پھر ولایت ماں کو پھر دادی کو ہوتی ہے، ان کا بیان ذوالارحام تک ہُوا۔ (ت)

---

[1] جد الممتار باب الولی قول ۵۶۹ المجمع الاسلامی مبارکپور ۲/۳۶۹
[2] درمختار " مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۹۳

مگر تقریرِ سوال سے جو صورت ظاہر وُہ صاف شہادت دے رہی ہے کہ یہ نکاح اس وجہ پر واقع نہ ہُوا جو شرع مطہر نے غیبتِ ولی اقرب میں ولی ابعد کے لئے رکھی ہے قطع نظر اس سے کہ یہاں دادی ولی ابعد ہے بھی یا نہیں (کہ ابعد وُہ جو اقرب کے بعد مرتبۂ ولایت میں ہو غیبتِ پدر میں دادی اس وقت ولی ابعد ہوسکتی ہے کہ دادا، بھائی، بھتیجا، چچا، چچا کا بیٹا سگے سوتیلے، غرض دادا پردادا کی اولاد کا کوئی مرد عاقل بالغ کتنے ہی دُور کے رشتے کا اصلاً موجود نہ ہو، نہ زینب کی ماں حاضر ہو کہ یہ سب مراتب ولایت میں دادی پر مقدم کما تقدم وقد حققنا تقدم الام علی ام الاب فیما علقنا علی رد المحتار (جیسا کہ پہلے گزر چکا اور ہم نے ردالمحتار کے حاشیہ میں تحقیق کی ہے کہ ماں کو دادی پر تقدم حاصل ہے۔ت) مذہب معتمد میں بحالتِ غیبتِ اقرب ولی ابعد کو بے اجازت اپنی رائے سے صغیرہ کا نکاح کردینے کا اختیار صرف اس ضرورت سے دیا جاتا ہے کہ سرِ دست صغیرہ کے لئے کوئی کفو خواستگار حاضر و موجود ہے اور اُسے اتنی مہلت منظور نہیں کہ ولی اقرب واپس آئے یا اُس کا جواب لیا جائے، اگر اتنا انتظار کرتے ہیں تو اس دیر کے باعث کفو موجود نکاح پر راضی نہ ہوگا اور موقع ہاتھ سے نکل جائے گا فواتِ کفو کے سبب صغیرہ کو نقصان پہنچے گا کہ کفو ہر وقت میسر نہیں آتا، کیا معلوم پھر یا تھ نہ لگے، لہٰذا بضرورت اُس ولی اقرب کے بعد کے درجے کا جو ولی حاضر ہے شرع مطہر اسے اجازت دیتی ہے کہ تو کردے وجہ یہ کہ احراز کفو شرع مطہر میں سخت مہم و مہتم بالشان ہے اور کفو حاضر کا ہاتھ سے کھو دینا ضرور نقصان، بلکہ سرے سے نابالغ پر ولایت تزویج کی تشریع اگرچہ باپ ہی کی ہو اسی حکمت کے لئے واقع ہوئی ورنہ بچپن میں نکاح کی کیا ضرورت۔ فتح القدیر میں ہے:

النکاح یراد لمقاصد ہ ولا تتوفر الا بین المتکافئین عادۃ ولا یتفق الکفو فی کل زمان فاثبات ولایۃ الاب بالنص بعلۃ احراز الکفو اذا ظفر بہ للحاجۃ الیہ اذ قد لا یظفر بمثلہ اذا فات بعد حصولہ[1]۔

نکاح بعض مقاصد کے لئے ہوتا ہے جو عادتاً دو ہم مثل حضرات سے پورے ہوتے ہیں، اور یہ مماثلت اور کفو ہر وقت میسر نہیں ہوتی، اور باپ کو ولایت نص سے ثابت ہُوئی ہے تاکہ وُہ ضرورت کے وقت کفو کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوسکے، کیونکہ ہر وقت کفو میسر آنے کے بعد ضائع ہوجانے پر حاصل نہیں ہوتی۔ (ت)

حدیث میں ہے حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

یا علی ثلث لا تؤخرھا الصلٰوۃ اذا

اے علی! تین چیزوں میں دیر نہ کرنا، نماز جب اس کا

---

[1] فتح القدیر باب الاولیاء المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ سکھر ۳/ ۱۷۳

أنت والجنازة اذا حضرت والايم اذا وجدت لها كفوًا.[1] رواه الترمذی والحاكم عن امير المؤمنين علی كرم الله تعالٰی وجهه.

وقت آئے، اور جنازہ جب حاضر ہو، اور زنِ بے شوہر جب اس کے لئے کفو پائے (اس کو ترمذی اور حاکم نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

دوسری حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا جاءكم الاكفاء فانكحوهن ولا تربصوا بهن الحدثان.[2] رواه فی مسند الفردوس عن ابن عمر رضی الله تعالٰی عنهما.

جب تمہارے پاس کفو آئیں تو لڑکیاں بیاہ دو اور اُن کے لئے حادثوں کا انتظار نہ کرو (اس کو مسند فردوس میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت)

یعنی دیر میں شاید کوئی حادثہ پیش آئے کہ فی التاخير آفات (تاخیر میں کئی آفتیں ہیں۔ ت) چند حدیثوں میں ہے حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا اتاكم من ترضون خلقه ودينه فزوجوه الا تفعلوا تكن فتنة فی الارض وفساد عريض.[3] رواه الترمذی وابن ماجة والحاكم عن ابی هريرة وابن عمر والترمذی والبيهقی فی السنن عن ابی حاتم المزنی رضی الله تعالٰی عنهم.

جب تمہارے پاس وہ شخص آئے جس کا چال چلن اور دین تمہیں پسند ہو تو اس سے نکاح کردو، ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہوگا۔ (اسے ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور ابن عدی نے ابن عمر، اور ترمذی اور بیہقی نے سنن میں ابوحاتم المزنی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا ہے۔ ت)

ذخیرہ و ردالمحتار میں ہے:

الاصح انه اذا كان فی موضع لو انتظر حضوره واستطلاع

اصح یہ ہے کہ اگر ایسے مقام پر ہو کہ اس کی واپسی کے انتظار اور اس کی رائے حاصل کرنے سے موجودہ

---

[1] جامع الترمذی ابواب الصلوٰۃ ص ۲۴، ابواب الجنائز ص ۱۲۷ امین کمپنی کتبخانہ رشیدیہ دہلی ۱/
المستدرک للحاکم کتاب النکاح باب تزوجوا الودود الولود دار الفکر بیروت ۲/ ۱۶۲-۶۳

[2] کنز العمال بحوالہ فر عن ابن عمر حدیث ۴۴۹۳ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶/ ۳۱۷

[3] جامع الترمذی ابواب النکاح باب ما جاء من ترضون دینہ الخ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/ ۱۲۸
المستدرک کتاب النکاح دار الفکر بیروت ۲/ ۱۶۵

لانه فات الکفؤ الذی حضر فالغیبۃ منقطعۃ والیه اشار فی الکتاب[1]

کفو فوت ہوجائے گا تو ایسے مقام پر ولی اقرب کی غیبت منقطعہ ہوگی، اور اسی کی طرف کتاب میں اشارہ ہے (ت)

فتح القدیر میں ہے:

اذا بقینا ولایۃ الاقرب ابطلنا حقها وفاتت مصلحتها[2]

ولی اقرب کی (باوجود غائب ہونے کے) ولایت کو باقی رکھیں تو لڑکی کا حق باطل اور اس کی بھلائی فوت ہوجائے گی۔ (ت)

ہدایہ میں ہے:

هذا اقرب الی الفقه لانه لانظر فی ابقاء ولایته حینئذ[3]

یہ بات فقہ سے اقرب ہے کیونکہ یہاں اقرب کی ولایت کو باقی رکھنے میں بچی پر شفقت نہیں ہے (ت)

تو ابعد کے لئے حصولِ ولایت تین شرط پر مشروط،

اوّل یہ ابعد لغیبت اقرب جس کے نکاح میں دے صغیرہ کا کفو ہو،

فانه ان لم یکن کفوا فای شیئ یفوت بفوته والام تمس الحاجۃ۔

اگر وہ کفو نہ ہو تو پھر کس چیز کے فوت ہونے کا خطرہ اور یہاں کس کی حاجت محسوس ہوئی (ت)

دوم وہ کفو ولی اقرب کا جواب آنے تک نہ رُکے ورنہ ہرگز ابعد کو اختیار نہ ہوگا۔ جامع الرموز و مجمع الانہر میں ہے:

لو انتظرہ الخاطب لم ینکح الابعد[4]

اگر منگنی طلب کرنے والا ولی اقرب کا انتظار کرتا ہے تو پھر ولی ابعد نکاح نہ کرے (ت)

منحۃ الخالق میں ہے:

ان رضی الخاطب ان ینتظر الی استیذان الولی الاقرب لم یصح للابعد العقد[5]

اگر منگنی والا ولی اقرب سے اجازت حاصل کرنے پر راضی ہے تو ابعد کا نکاح درست نہ ہوگا۔ (ت)

---

[1] رد المحتار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۱۵/۲
[2] فتح القدیر باب فی الاولیاء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۸۴/۳
[3] الهدایہ باب فی الاولیاء والاکفاء المکتبۃ العربیۃ کراچی ۲۹۹/۲
[4] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر " " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۳۹/۱
[5] منحۃ الخالق حاشیۃ علی البحر الرائق باب الاولیاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۲۹/۳

سوم اس جاری کرنے والے کفو کے سوا اور کوئی کفو خواستگار نکاح ایسا حاضر نہ ہو جو جواب آنے تک انتظار پر راضی ہو،

فانہ حینئذ لایفوتھا الکفو الخاطب بالفعل انما یفوت ان فات احدھما ولیس فی ذٰلک ابطال حقھا ولا تفویت مصلحتھا حتی تسلب الولایۃ من قریب شفیق الی بعید سحیق وھذا ظاھر لاسترۃ علیہ۔

کیونکہ اس صورت میں لڑکی کے لئے کفو والا رشتہ فوت نہ ہوگا، ہاں دونوں میں سے کوئی ایک فوت ہوا، مگر اس سے لڑکی کا حق باطل ہوا نہ اس کی مصلحت فوت ہوئی جس کی بنا پر اقرب ولی کی ولایت سلب کی جائے جو کہ نہایت شفیق ہے اور بعید غیر شفیق کو دی جائے، یہ بالکل ظاہر بات ہے۔ (ت)

یہاں **اوّلاً** زید کا بھتیجا جس کے ساتھ تزویج زینب کا ارادہ وُہ اپنے خط میں لکھ چکا ظاہراً صریح کفو خواستگار موجود ہے یہ دوسرا جس کے ساتھ نکاح کیا گیا اگر کفو بھی تھا اور اتنی دیر میں ہاتھ سے نکل بھی جاتا تو دوسرا تو موجود تھا تو وُہ ضرورت جس کے لئے ولی ابعد کو اختیار ملنا متحقق نہ ہُوئی، ولہذا علامہ خیرالدین رملی حاشیہ بحرالرائق مسئلہ عضل ولی اقرب میں فرماتے ہیں :

الولایۃ بالعضل نیابۃ انما انتقلت للقاضی لدفع الاضرار بھا ولا یوجد مع ارادۃ التزویج بکفوء غیرہ[1]۔

رکاوٹ کی وجہ سے ولایت قاضی کو بطور نیابت منتقل ہوتی ہے تاکہ وُہ لڑکی کو ضرر رسانی کا دفاع کرسکے، جبکہ ایک کفوء کی بجائے دوسرے کفوء کو نکاح دینا لڑکی کے لئے ضرر نہیں ہے۔ (ت)

علامہ شامی حاشیہ بحر میں لکھتے ہیں :

ان کان الکفؤ الاٰخر حاضرا وامتنع الاب من تزویجھا من الاوّل واراد تزویجھا من الثانی لایکون عاضلا لان شفقتہ دلیل علی انہ اختار لھا الانفع[2]۔

اگر دوسرا کفو موجود ہے اور باپ پہلے کو نکاح نہ دے اور وُہ دوسرے کو دینا چاہتا ہے تو اس کو باپ کی رکاوٹ نہ کہا جائے گا کیونکہ اس کی شفقتِ پدری اس بات کی دلیل ہے کہ وُہ بچّی کے لئے زیادہ مفید کو پسند کرتا ہے (ت)

---

[1] منحۃ الخالق بحوالہ الرملی فصل فی الاکفاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ٣/١٢٧

[2] منحۃ الخالق حاشیہ علی البحرالرائق " " " "

ثانیاً جب خط مذکور آنے اور ارادہ زید ظاہر ہوجانے کے بعد یہ نکاح واقع ہُوا تو ظاہر کہ یہ جلدی اس لئے نہ تھی کہ کفوِ حاضر کو اتنی مہلت نہیں زید کا جواب آنے تک بیٹھا نہ رہے گا بلکہ قصداً اس کی رائے کے خلاف جان کر بالا بالا کارروائی کرلی گئی کہ وُہ نہ آنے پائے اور اپنا مطلب ہوجائے یہ ہرگز نہ ضرورت نہ مصلحت نہ مراد شرع ہے اسے مناسبت بلکہ مقصود شرع سے صاف مناقضت شرع مطہر نے مراتب ولایت کی ترتیب اسی دن کے لئے رکھی تھی کہ جس کی عقل کامل صغیر السن پر شفقت وافر ان بے چاروں کے کام آرام کا انتظام اہتمام اس کے ہاتھ میں دیا جائے نہ کسی کم شفقت یا ناقص العقل کے قبضے میں، اگر ترکِ انتظار اسی کا نام رکھا جائے کہ ولی اقرب کی رائے اپنے خلاف معلوم ہے لہٰذا اس سے دریافت کا انتظار نہیں کرتا کہ وُہ پُوچھے سے منع کردے گا تو ایسی غیبت تو ہر وقت نقد وقت ہوسکتی ہے آخر مذہب معتمد پر غیبت منقطعہ میں سفر درکنار شہر سے باہر ہونا بھی شرط نہیں کما فی الخانیۃ والبحر والدرر وغیرھا (جیسا کہ خانیہ، بحر اور درر وغیرہ میں ہے۔ ت) صغیرہ کا مہربان باپ اس کی مصلحت کا خواہاں اس کی مضرت سے ترساں جب مسجد میں نماز کو جائے گھر میں کوئی عورت ناقصۃ العقل والدین اپنی خواہش کے مطابق جس کفو کو چاہے بیٹی دے دے اگرچہ باپ جانتا ہو کہ اس سے رشتہ میں صغیرہ کی شامت ہے تو شرع مطہر میں باپ کی تقدیم اور اس کی رائے وشفقت پر اس قدر اعتماد عظیم (کہ اگر وہ ایک بار کفو کے ہوتے غیر کفو سے بیاہ دے تو تمام جہان میں کسی کو اختیار اعتراض نہیں کہ اس نے کفاءت سے بڑھ کر کوئی مصلحت سوچ لی ہوگی،

فی ردالمحتار انہ لوفور شفقتہ بالابوۃ لایزوج بنتہ من غیر کفؤ او بغبن فاحش الالمصلحۃ تزید علی ھذا الضرر کعلمہ بحسن العشرۃ معہا وقلۃ الاذی ونحو ذلک[1])

ردالمحتار میں ہے کہ وہ پدری شفقت کی بنا پر اپنی بیٹی کا نکاح غیر کفو اور انتہائی کم مہر سے نہیں کریگا مگر جبکہ اس ضرر کی نسبت زیادہ فائدہ اور مصلحت پیش نظر ہو مثلاً لڑکی کے لئے اچھی معاشرت اور لڑکی کو اذیت سے تحفظ وغیرہ مقصود ہو۔ (ت)

سب بیکار ومعطل ہو کر رہ گئے ان ھذا لبعید من الفقہ ای بعید (یہ فقہ سے بہت بعید ہے۔ ت) بلکہ ایسی باگ چھوڑنے میں سخت فتنوں کا احتمال قوی ہے مثلاً زن بے خرد اپنے کسی عزیز کے ساتھ بوجہ قرابت خواہ کسی طمع سے یا دلالہ خبائث کی باتوں میں آکر کسی شخص سے دخترِ قاصرہ کا نکاح چاہتی ہو پدرِ شفیق آگاہ ہو کہ یہ بدمذہب یا کم نسب ہے اور کسی وجہ سے کفو نہیں وہ منع کرے اُس کے جاتے ہی یہ ناقصۃ العقل اُس بُری جگہ

---

[1] ردالمحتار باب الولی داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۰۵

لڑکی اٹھا دے اور دعوٰی کرے کہ یہ کفو تھا انتظار میں فوت ہو جاتا لہٰذا مجھے ولایت ملی اب کہیں یہ ہو کہ وہ ذی ثروت آدمی معاذ اللہ ایسے معاملات کچہری تک لے جاتے غیرت کرے اور قہرِ درویش برجانِ درویش کہہ کر خاموش رہے تو نابالغہ کو کیسا ضررِ عظیم پہنچا اگر دعوٰی کرے تو عدمِ کفاءت کا ثبوت دینا دشوار ہو خصوصاً مثل مذہب میں کہ بہت بدمذہب خصوصاً روافض ایسی جگہ تقیہ کی بڑی ڈھال رکھتے ہیں تو ایسی اجازتوں میں کیسی آفتوں کا فتح باب ہے والعیاذ باللہ العزیز الحکیم (عزت و حکمت والے اللہ کی پناہ۔ ت)۔

ثالثاً مذہبِ معتمد بلکہ قولِ مقابل پر بھی ولی اقرب کی غیبت منقطعہ میں ابعد کو ولایت دینے کا منشا صرف یہ کہ ولایت اس لئے رکھی ہے کہ اس کی رائے سے نابالغ کو نفع پہنچے اور جب وہ ایسا غائب ہے تو اس کی رائے سے نفع معدوم، لہٰذا جو اس کے بعد درجہ رکھتا ہے اس کی رائے پر رکھیں گے۔ ہدایہ میں ہے:

ان ھذہ ولایۃ نظریۃ ولیس من النظر التفویض الی من لاینتفع برأیہ ففوضناہ الی الابعد والغیبۃ المنقطعۃ ان یکون بحال یفوت الکفؤ باستطلاع رأیہ[1] اھ ملتقطا۔

یہ نکاح کی ولایت شفقت پر مبنی ہے تو جس کی رائے سے انتفاع نہ ہو سکے ایسے کو ولایت سونپنا شفقت نہ کہلائے گی، لہٰذا ہم یہ روایت اس کے بعد والے ولی کو سونپتے ہیں، اور غیبت منقطعہ یہ ہے کہ وہ اقرب ایسی جگہ ہو کہ اس کی رائے حاصل کرنے میں کفو فوت ہو جائے، اھ ملتقطاً (ت)

فتح القدیر میں ہے:

لانظر فی التفویض الی من لاینتفع برأیہ لان التفویض الی الاقرب لیس لکونہ اقرب بل لان فی الاقربیۃ زیادۃ مظنۃ للحکمۃ وھی الشفقۃ الباعثۃ علی زیادۃ اتقان الرأی للمولیۃ فحیث لاینتفع برأیہ اصلا سلبت الی الابعد[2]۔

جس کی رائے سے انتفاع ممکن نہ ہو اس کو ولایت سونپنا شفقت نہیں ہے کیونکہ اقرب کو ولایت اس لئے نہیں کہ وہ اقرب ہے بلکہ اس لئے کہ اقرب ہونے میں زیادہ شفقت کا پہلو ہے جو کہ لڑکی کے لئے فوائد سے اتفاق ہے، تو جہاں اس کی رائے سے انتفاع ممکن نہ ہو وہاں اسے ابعد کی طرف منتقل کیا جائے گا۔ (ت)

---

[1] الہدایۃ — باب الاولیاء والاکفاء — المکتبۃ العربیۃ کراچی — ۲/ ۲۹۹

[2] فتح القدیر — باب الاولیاء — المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ سکھر — ۳/ ۱۸۳

بحرالرائق میں ہے :

قولہ وللابعد التزویج بغیبۃ الاقرب مسافۃ القصر ای ثلثۃ ایام فصاعدا لان ھذہ ولایۃ نظریۃ ولیس من النظر التفویض الی من لاینتفع برائہ ففوضناہ الی الابعد[1]۔

ماتن کا قول کہ " ابعد کو نکاح کردینے کی ولایت ہے جبکہ اقرب اتنی مسافت پر ہو جس سے قصر لازم ہو" یعنی تین دن یا زیادہ کی مسافت، کیونکہ یہ ولایت شفقت پر مبنی ہے، تو ایسے کو ولایت سونپنا جس کی رائے قابلِ انتفاع نہ ہو تو وہ شفقت نہ ہوگی، اس لئے ہم نے یہ ولایت ابعد کو سونپی ہے۔ (ت)

یہاں کہ ولی اقرب کی رائے سے انتفاع بالفعل حاصل وہ خط لکھ چکا اپنی رائے ظاہر کرچکا تو ابعد کی رائے پر رکھنے کا کیا منشا اس کی رائے تو اس لئے لی جاتی ہے کہ اقرب کی رائے سے انتفاع معدوم، نہ اس لئے کہ اس کی رائے سے جو نفع حاصل ہے اس کے رَدّ و ابطال کے واسطے یہ سراسر عکس مقصود ہے تو نظر بحالات واقعہ صاف ظاہر کہ یہ اس صورت سے بہت ابعد ہے جس میں شرع مطہر اقرب سے ابعد کی طرف ولایت نقل فرمائے، لاجرم غیبتِ زید غیبت منقطعہ نہیں اور وہی بدستور ولی اقرب ہے، اس کے سوا دادی وغیرہا کسی کا کیا نکاح نکاح فضولی ہے کہ زید کی اجازت پر موقوف تو فسخ کرا سکتا کیا معنی زید خود اپنے قول سے فسخ کرسکتا ہے زبان سے کہہ دے "میں نے یہ نکاح رد کیا" فوراً رد و باطل ہوجائے گا۔ محیط و ہندیہ و شرح تنویر وغیرہا میں ہے :

والفظ للاخیر لو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ[2]۔

عبارت آخری کتاب کی ہے کہ اگر ابعد نے اقرب کی موجودگی میں نکاح دیا تو یہ اقرب کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ (ت)

یہ سب کلام اُس حالت میں ہے کہ جس سے زینب کا نکاح ہُوا زینب کا کفو ہو اور اگر کفو نہیں یعنی نسب یا مذہب یا پیشے یا چال چلن یا مال غرض کسی بات میں ایسا کم ہے کہ اس سے اس کا نکاح ہونا زید کے لئے باعثِ عار ہو جب تو حکم بلاوقت ظاہر کہ مذہب معتمد پر یہاں سرے سے غیبت منقطعہ کی پہلی ہی شرط متحقق نہ ہُوئی تو ایسا نکاح قطعاً اجازتِ پدر پر موقوف ہے اگرچہ باپ ہزار کوس پر ہو وہ بھی جبکہ زید اس سے پہلے اپنی ولایت سے کوئی نکاح غیر کفو سے نہ کرچکا ہو ورنہ یہ نکاح زینب اُس کی اجازت پر بھی موقوف نہ رہا، سرے سے خود ہی باطل محض ہُوا لصدورہ من فضولی ولامجیز (فضولی سے صادر ہونے اور اس کو جائز کرنے والا نہ ہونے کی بنا پر۔ ت)

---

[1] بحرالرائق باب الاولیاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/ ۱۲۶

[2] درمختار شرح تنویرالابصار " مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۹۴

ظاہر حال صورت سوال تو یہ ہے اور اگر فرض کیجئے کہ جدّہ زینب کی بے جلدی اور جس سے نکاح ہوا اس کی بے انتظاری اُس بنا پر نہ تھی بلکہ واقعی یہی امر تھا کہ صرف یہی کفو خواستگار ہے بھتیجا وغیرہ یا تو خواستگار ہی نہیں یا ہیں تو کفو نہیں، اور یہ کفو اپنی کسی ضرورت کے باعث اس درجہ مستعجل ہے، زید نے کہ خط لکھا اس وقت کوئی کفو خواستگار نہ تھا، اب اگر اُسے اطلاع ہو کہ یہ موقع ہاتھ آیا اور ایسا خواستگار پایا عجب نہیں کہ وہ بھی رضامند ہو مگر بے مہلتی کے باعث خط یا آدمی بھیج کر دریافت کرنے کا وقت کہاں انتظار میں کفو فوت ہوگا زینب کو ضرر پہنچے گا فی الواقع اگر حالت یہی تھی تو بیشک زید کی غیبت پر غیبت منقطعہ کی تعریف مذکور صادق نظر آئے گی اور کہا جائے گا کہ اب جو ولی حاضر درجاتِ ولایت میں اُس کے بعد ہے اُس نے ولایت پائی، اب اول تو یہ دیکھنا چاہئے کہ اس نکاح میں زینب کے مہر مثل میں کمی فاحش تو نہ ہوئی مثلاً اُس کا مہر مثل پچاس ہزار تھا پچیس ہزار بندھے، اگر ایسا ہے تو یہ نکاح مطلقاً باطل محض ہوا کہ اب باپ بھی جائز کرے تو جائز نہ ہوگا، مگر یہ کہ باپ کی غیبت منقطعہ میں زینب کا جدِ صحیح ولی حاضر ہو جو اس سے پہلے کوئی نکاح اپنے کسی زیرِ ولایت کا ایسی بے شفقتی کا نہ کر چکا ہو، اور یہ نکاح دادی نے اُس کی اجازت سے کیا یا بعد وقوع اس نے جائز رکھا اور نافذ کردیا، اور اس اجازت سابقہ یا لاحقہ کے وقت نشے میں نہ تھا البتہ جائز بلکہ لازم ہوگا کہ پھر کسی طرح رَد نہیں ہوسکتا، مگر تقریر سوال سے زینب کا دادا موجود ہونا مفہوم نہیں۔ درمختار میں ہے:

لزم النکاح ولو بغبن فاحش بنقص مھرھا او بغیر کفؤ ان الولی المزوج ابا وجدا لم یعرف منھما سوء الاختیار وان عرف لایصح النکاح اتفاقا وکذا لو کان سکران[1] اھ وفی الخیریۃ ومثل الوکالۃ السابقۃ الاجازۃ اللاحقۃ۔[2]

اگر باپ یا دادا نکاح دینے والا ہو جس کے بارے سوءِ اختیار معروف نہ ہو تو اس کا غیر کفو اور انتہائی کم مہر سے کیا ہوا نکاح بھی لازم ہوگا، اور اگر وہ سوءِ اختیار سے معروف ہوں تو بالاتفاق یہ نکاح صحیح نہ ہوگا، یوں ہی اگر وہ نشہ میں ہوں تو بھی صحیح نہ ہوگا اھ اور خیریہ میں ہے: پہلی وکالت کی طرح ہی بعد والی اجازت کا حکم ہے۔ (ت)

اور اگر یہ نکاح اس عیب سے بھی خالی ہے یعنی مہر مثل میں کمی فاحش نہ ہوئی تو اب یہ دیکھنا ضروری ہے کہ باپ اور جدّہ کے درمیان جس قدر اولیاء ہیں جن کا ذکر ہم اوپر کر آئے ان میں سے کوئی موجود تھا یا نہیں، اگر تھا تو دادی نے

---

[1] درمختار | باب الولی | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/۱۹۲
[2] فتاوٰی خیریہ | باب الاولیاء والاکفاء | دارالمعرفۃ بیروت | ۱/۲۵

اُس سے اجازت لے لی تھی یا نہیں، اگر نہ لی تھی تو بعد وقوعِ نکاح قبل واپسیِ پدر اُس نے اجازت دے دی تو بیشک یہ نکاح صحیح و تام و نافذ ہوگا کہ باپ اُسے رَد نہیں کرسکتا۔

فی فتح القدیر لوحضر الاقرب بعد عقد الابعد لایرد عقدہ وان عادت ولایتہ بعودہ[1]۔

فتح القدیر میں ہے کہ اگر ابعد کے نکاح کردینے کے بعد اقرب آجائے تو ابعد کے نکاح کو رَد نہ کرسکے گا اگرچہ اقرب کے واپس آنے پر اس کو ولایت لوٹ آئی ہے۔(ت)

مگر یہ ولی جس نے اول یا بعد اجازت دی اگر زینب کا دادا نہیں جیسا کہ صورتِ سوال سے یہی ظاہر ہے تو یہ نکاح اُس کی اجازت سے نافذ سہی لازم اب بھی نہ ہُوا زینب کو بعد بلوغ اختیار ملے گا کہ اگر پہلے سے نکاح کی خبر ہے تو بالغہ ہوتے ہی فوراً فوراً ورنہ بلوغ کے بعد جس وقت خبر ملے اُسی وقت معاً اس نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کردے کہ اس صورت میں حاکم اس نکاح کو فسخ کردے گا اگرچہ پیش از بلوغِ زینب ہمبستری بھی واقع ہولی ہو مگر از انجا کہ زینب دوشیزہ ہے دیر لگانے کا اختیار نہ ہوگا اگر پہلے سے خبر ہے تو بالغہ ہونے پر ورنہ خبر پانے پر بلا عذر و ضرورت ایک لمحہ کی دیر کرے گی تو اختیار ساقط اور نکاح لازم ہوجائے گا اگرچہ وہ اس مسئلہ سے ناواقف ہو اور انجانی کے سبب فوراً امیاورت نہ کی ہو، درمختار میں ہے:

ان کان المزوج غیرالاب وابیہ ولو الامر من کفؤ وبمھرالمثل صح ولکن لصغیر وصغیرۃ خیار الفسخ ولوبعد الدخول بالبلوغ اوالعلم بالنکاح بعدہ بشرط القضاء للفسخ و بطل خیار البکر بالسکوت لومختارۃ عالمۃ باصل النکاح ولایمتد الٰی اٰخر المجلس و ان جھلت بہ[2] اھ ملتقطا۔

اگر باپ دادا کے غیر نے نکاح دیا خواہ ماں ہو بشرطیکہ کفؤ میں اور مہر مثل سے کیا ہو تو وہ نکاح صحیح ہے لیکن لڑکی اور لڑکے کو بالغ ہونے کے بعد فسخ کا اختیار ہوگا فسخ کا اختیار لڑکی کو دخول کے باوجود بلوغ پر یا بلوغ کے بعد نکاح کے علم پر بھی ہوگا اور فسخ کے لئے قضا شرط ہے، اور باکرہ کا اس موقعہ پر خاموش رہنا اس کے اختیار کو باطل کردے گا بشرطیکہ وُہ اپنے نکاح کا علم رکھتی ہو اور عاقلہ ہو، اس کا یہ اختیار مجلسِ علم کے آخر تک باقی نہ رہے گا اگرچہ وہ اس مسئلہ سے جاہل ہو، اھ ملتقطاً (ت)

اور اگر دادی سے بالاتر ولی موجود تھا باپ کے آنے سے پہلے اس نے رَد کردیا تو باطل ہوگیا باپ کو فسخ

---

[1] فتح القدیر باب الاولیاء والاکفاء المکتبۃ النوریۃ الرضویہ سکھر ۳/ ۱۸۴

[2] درمختار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۹۲-۹۳

کی کیا حاجت ، اور اگر ہنوز نہ اُس ولی نے اجازت دی نہ رد کیا تھا کہ زید آگیا تو اب وہ توقف اس ولی سے منتقل ہوکر خود زید کی اجازت پر رہے گا اگر رد کردے گا اسی وقت باطل ہوجائے گا۔

فی الدر المختار وتبیین الحقائق للامام الزیلعی واللفظ لہ وعنہ فی الھندیۃ تبطل ولایۃ الابعد بمجیئ الاقرب لاما عقد لانہ حصل بولایۃ تامۃ۔

درمختار اور تبیین الحقائق امام زیلعی میں ہے زیلعی کی عبارت میں، اور ہندیہ میں زیلعی سے منقول کہ اقرب کے واپس آنے پر ابعد کی ولایت باطل ہوجائے گی اور ابعد کا کیا ہُوا نکاح باطل نہ ہوگا کیونکہ یہ اس کی کامل ولایت میں حاصل ہے۔ (ت)

تنبیہ نفیس : اقول وباللہ التوفیق ، یہ تمام کلام فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے کلماتِ علمائے کرام کے اُس ظاہری مفاد پر مبنی کیا کہ بادی النظر میں اذہانِ عامہ اس طرف جائیں اور اگر حقِ تحقیق وعین تدقیق چاہیے تو نگاہ مقصود شناس جزم وقطع کے ساتھ اُسی ابتدائی بات پر حکم کرے گی جسے ہم نے اوّلاً ظاہر صُورت سوال بناکر دوبارہ فرضاً اس سے تنزل کیا تھا یعنی اس غَیبت کا غَیبت منقطعہ نہ ہونا اور ولایتِ پدر کا بدستور باقی رہنا اور اگر یہ نکاح منعقد واقع ہُوا تو مطلقاً بلا استثناء ہر حال وہر صورت میں اجازت ولی اقرب پر توقف پانا اور اس کے رَد کئے سے فوراً رَد ہوجانا، جب مذہب معتمد میں بنارِ کار اس پر ٹھہری کہ ولی اقرب کے ایاب وجواب کے انتظار میں کفو فوت ہوتا اور موقع ہاتھ سے نکلا جاتا ہو کیا معلوم پھر کفو ملے یا نہیں تو یہ بات ہمارے اعصار وامصار میں کنواری لڑکیوں کے حق میں جبکہ ولی اقرب کا پتا معلوم اور وہاں تک ڈاک کی آمدورفت بے وقت مرسوم ہو متصور نہیں، ادھر تو ازمنہ سابقہ میں نہ راہیں ایسی آسان تھیں نہ ڈاک کے ایسے انتظام ، مدّتوں میں منزلیں طے ہوتیں، خط جاتا تو آدمی لے جاتا ، پھر تنہا کی گزر دشوار ، نہ ہر وقت قافلے میسر نہ ہر شخص قاصد بھیجنے پر قادر ، اُدھر اُن بلادِ طیبہ میں نکاح کی یہ رسم کہ آج خطبہ ہُوا کل نکاح ہوگیا ، دو ایک روز کی دیر لگی تو دوسری جگہ موجود۔ یہاں یہ رواج کہ مہینوں میں منگنی ، مدّتوں میں بیاہ ، بات ٹھہرتے ٹھہرتے سال پلٹ جائیں ، اگر خوش قسمتی سے دو چار مہینے کی آمدورفت پیام سلام میں کسی کا نکاح ہوگیا تو لوگ تعجب کرتے ہیں کہ چٹ منگنی پٹ بیاہ۔ پھر خطوط کی آمدورفت وُہ کہ تیسرے دن کلکتہ خط پہنچے چوتھے دن بمبئی ، وُہ کون سا جلد باز ہوگا کہ آج پیام دے اور آج ہی نکاح چاہے ایک ہفتہ کا انتظار ہو تو نکاح ہی نہ کرے یا صبح وشام دوسری جگہ نکاح ہوجائے، ہندوستان کی لڑکیاں سہل نہیں ملتیں ایک ایک بڑھیا کے مُنہ سے سُن لیجئے کہ میاں لڑکیاں آندھی کی بیر تو نہیں، نہ جوتیاں

---

[1] فتاوٰی ہندیہ الباب الرابع فی الاولیاء نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۸۵

تبیین الحقائق باب الاولیاء والاکفاء مطبعہ امیریہ کبرٰی مصر ۲/۱۲۷

ٹوٹیں، نہ چادریں پھٹیں، کیا کوئی پھٹ سے ہاں کہہ دیتا ہے، تو مقاصد علماء پر نظر شاہد عدل کہ یہاں غیبت منقطعہ وہی لی جاسکتی ہے کہ یا تو ولی اقرب کا پتا نہ معلوم ہو آخر بے نشان کا کب تک کوئی انتظار کرے یا کسی ایسے دُور دراز ملک غیر میں جہاں ڈاک پر اطمینان نہ ہو خطوط جائیں اور پتا نہ چلے آدمی بھیجو تو صرفِ کثیر، وہ ایسی صورتوں میں کفو کا یہ عذر ہوسکتا ہے کہ کب تک بیٹھیں، اور ممکن کہ زبان نہ دو تو انتظار میں وہ مدتیں گزریں کہ دُوسری جگہ اس کی ٹھیک ٹھاک ہوجائے ورنہ ہندوستان بلکہ آج کل برہما میں بھی جو موجود اور پتا معلوم ہے اُس کی نسبت عادۃً کوئی کفو یہ تقاضا نہ کرے گا کہ ہم آٹھ دس روز کا انتظار ہرگز نہ کریں گے کرنا ہے تو آج کردو، اور بالفرض کوئی زبان دینے میں جلدی بھی کرے تو یہاں کفو کی روک تھام کے لئے منگنی وہ عمدہ صیغہ ہے جس سے اُس کا اطمینان ہوجائے اور رائے ولی اقرب فوت نہ ہونے پائے، منگنی کے بعد مدتوں دونوں طرف ساز و سامان کی درستی میں گزرتے ہیں بلکہ یہاں کے رواج سے اپنی منگیتر کو بھی من وجہ گویا اپنی ناموس جانتے اور دُوسری جگہ اس کے نکاح سے بُرا مانتے اور اُس کے انتظار میں سال گوارا کرتے ہیں منگنی کے بعد خدا جانے کتنی بار ولی اقرب کی رائے لے سکتے ہیں اُس کے جواب ملنے تک انتظار نہ ہونا کیا معنی، یہ عذرِ مصنوع وہیں پیش ہوگا جہاں اپنی اغراضِ فاسدہ سے ولی اقرب کے خلاف رائے بالا بالا کارروائی کرنی ہوگی جو شرع مطہر کے بالکل نقیض مراد ہے اور اس کی توسیعوں میں انھیں آفات کا دروازہ کھلنا جو ابھی ہم ذکر کر آئے، شاید شاذ و نادر برخلاف عادتِ ملک اگر کہیں ایسی جلدی پائی جائے تو امورِ نادرہ مبنائے احکامِ فقہیہ نہیں ہوسکتے بلکہ عادت شائعہ پر حکم دینا واجب،

كما نصوا عليه في غيرما مسألة منها مسألة دخول النساء الحمام في الدر المختار وغيره ومنها مسألة جوار الحرمين في فتح القدير ومنها مسألتنا هذه بناء على ما كان معتادا عندهم على خلاف ما هو العادة عندنا فيه ايضا الى غير ذلك مما لا يخفى على من خدم كلماتهم الطيبة.

جیسا کہ انھوں نے بہت سے مسائل میں تصریح کی ہے ان میں سے ایک مسئلہ حمام میں عورتوں کے داخلہ کا ہے جس کو درمختار وغیرہ میں بیان کیا ہے، انہی مسائل میں سے فتح القدیر میں حرمین شریفین میں رہائش کا مسئلہ ہے، ان مسائل میں سے ایک یہ ہمارا مسئلہ جو ان کی عادت کے مطابق تھا اور ہماری عادت کے خلاف ہے، اس کے علاوہ اور بھی ہیں جو کہ فقہاء کے کلماتِ طیبہ پر اطلاع رکھنے والا جانتا ہے۔ (ت)

بلکہ انصافاً وہ علماء بھی جنھوں نے مسافتِ قصر اختیار فرمائی، اگر ریل اور ڈاک اور یہاں کے عادات ملاحظہ فرماتے ہرگز حکم نہ دیتے، بریلی کا ساکن مراد آباد تک گیا اور اس کی ولایت اپنی اولاد پر سے سلب ہوئی جس کے دن میں دَو پھیرے ہوسکتے ہیں بالجملہ جب مدار کار انتظار کے سبب فوتِ کفو پر ٹھہرا تو اس مناط کا تحقق ضروری،

جب تک یہ حالت نہ ہو غیبت منقطعہ ہرگز نہیں، اس پر نظرِ کامل رکھنا اور اصحابِ اغراض کے فریبوں سے بچنا لازم، ومن لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل (جو اپنے زمانہ کے عرف سے ناواقف ہو وُہ جاہل ہے۔ت) ہاں کوئی بیوہ سِن رسیدہ باختیارِ خود کسی سے شرعی نکاح خالی از رسوم کرلینا چاہے تو وہاں جلدی متصور، وہ اوّل تو ہندیوں کی عادت نہیں اور ہو بھی تو ہماری بحث سے خارج کہ یہاں کلام قاصرہ میں ہے اور قواصر کے باب میں ضرور وہی عادت، لہذا فقیر اُن صُوَرِ مذکورۂ بالا کے سوا یہاں غیبت منقطعہ کے حکم پر زنہار جسارت روا نہیں رکھتا، یہ بعونہٖ تعالٰی فقہِ انیق وحقِ تحقیق ہے،

وباللہ التوفیق وھدایۃ الطریق والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا محمد واٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین اٰمین۔

واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

اللہ تعالٰی کی مدد سے توفیق اور راستہ کی راہنمائی ہے الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا محمد وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین آمین، واللہ سبحانہٗ وتعالٰی اعلم (ت)